Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

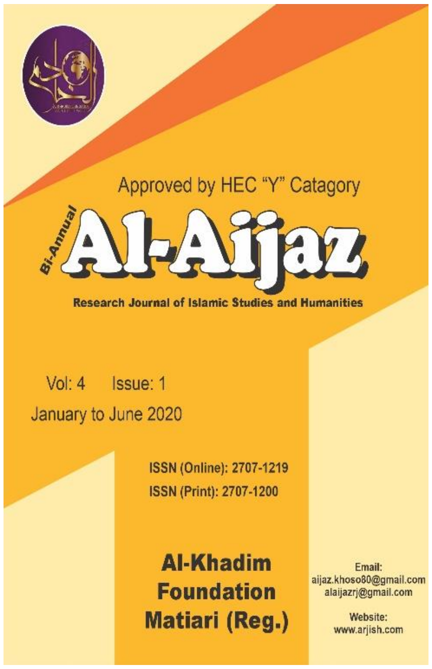

TOPIC:

Perfect man, in respect of Quran and Rumi's thoughts

AUTHORS:

1. Qaiser Ayub, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, G.C University Faisalabad.
2. Hamayun Abbas, Professor, Islamic Studies, Department of Islamic Studies and Arabic, GCU, Faisalabad.

Email: drhumayunabbas@gduf.edu.pk, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6630-3157

How to cite:
Ayub, Q., & Abbas, H. (2020). U-8 Perfect man, in respect of Quran and Rumi's thoughts. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities , 4(1), 106-117.
https://doi.org/10.53575/u8.v4.01.106-117
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/91

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 106-117

Published online: 2020-06-30

انسان کامل، قرآن کریم اور افکار رومی کا مطالعہ

Perfect man, in respect of Quran and Rumi's thoughts

Qaiser Ayub*
Hamayun Abbas**

Abstract
Mystic of Persia Molana Jalal ul Din Muhammad Roomi Balkhi has been considered as the poet of Humanity and love.Many teachings of Rumi are borrowed from the Quran, directly or indirectly. Quran is a guideline for every aspect of human life and for every human being.The major theme of the Quran is 'A Perfect Man' or 'Insan-e-kamil' and Prophet Muhammad (peace be upon Him) is the prototype for it. In his books Rumi divided the mankind in three levels, low or imperfect , average and perfect.Teachings of Rumi guides a man gradually from the lowest stage to the highest where he is finally submerged in the ocean of divine attributes. It is at this stage that a man becomes perfect, and understands the will of God. Here God loves the man and the man is pleased with God. The present study aims to find links between the teachings of the Quran and Rumi's works with respect to the accession of man from the imperfect one to the perfenct one.
Keywords: Quran , Rumi , mankind , Spirtual ,Perfect man

مولانا جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ، ۱۲۷۳ء) کے عہد میں استبدادی سلاطین کے ظلم و ستم کے اثرات اور جنگوں کے تسلسل نے عام انسان کو زندگی سے بیزار مستقبل سے مایوس اور احساس کم تری کا شکار کر دیا، دوسری طرف عجمی تصوف نے انسانوں کو یہ درس دیا کہ جب تک انسان بشری لوازمات سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لیتا اور تجرد و تفرد کی زندگی نہیں گزارتا تب تک وہ ملکوتی صفات کا حامل نہیں ہو سکتا اور ان افکار کی تبلیغ و ترویج اس انداز سے کی گئی کہ انسان اپنی انسانیت پر شرم محسوس کرنے لگا اور اپنی شرافت اور عظمت و رفعت سے غافل ہونے لگا اس کا بھی انسان کی نفسیات پر یہ اثر ہوا کہ بے اعتمادی، شکستہ دلی افسردگی اور نا امیدی کے سائے ہر طرف منڈلانے لگے اور یہ منفی صفات انسانیت میں اپنی جڑ پکڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ انسان، حیوانات و جمادات کو بھی خود سے بہتر شمار کرنے لگا مولانا نے انسانوں کی اس فکری پستی کو بر وقت بھانپ لیا اور اپنے مخصوص انداز میں انسان کو اس کے اصل مقام سے آگاہ کیا اور اسے اپنی گم شدہ میراث کے حصول کے لیے کوشش پر آمادہ کیا مولانا کی اس کوشش کا یہ اثر ہوا کہ اسلامی ادبیات، شعر و شاعری اور تصوف میں ایک نیا رجحان پیدا ہو گیا۔ مولانا نے قرآن کریم کی تعلیمات کو شعر و نثر کے قالب میں لوگوں تک پہنچایا اور انہیں احسن تقویم ہونے کی طرف توجہ دلائی اور انہیں باور کرایا کہ ایک ابن آدم ہی ہے کہ جس کے سر پر ''ولقد کرمنا'' کا تاج سجایا گیا اور ''اعطینٰک الکوثر'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ وہی خلاصہء کائنات ہے وہی، مجموعہ اوصاف الٰہی ہے، وہی عالم کی وجہ آفرینش ہے اور وہی تجلیات آیات کا آئینہ ہے۔

* Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, G.C University Faisalabad.
** Professor, Islamic Studies, Department of Islamic Studies and Arabic, GCU, Faisalabad.
drhumayunabbas@gduf.edu.pk, ORCID ID (0000-0002-6630-3157)

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انسان اپنے مقام کو سمجھے اور حقیقی معنی میں انسان کامل بننے کی کوشش کرے تو دنیا و آخرت کی سرخروئی اس کا مقدر ہو گی۔ مولانا کے نزدیک دنیا میں انسان تین گروہوں میں منقسم ہیں:

۱- انسان ناقص

۲- انسان متوسط

۳- انسان کامل

انسان ناقص کے بارے میں مولانا اپنی کتاب فیہ مافیہ میں لکھتے ہیں:

"ویک صنف دیگر بہائم اندر کہ ایشان شہوت محض اند عقل زاجر ندارند بر ایشان تکلیف نیست۔"(۱)

اور ایک قسم بہائم کی ہے کہ وہ شہوت محض ہیں ملامت کرنے والی عقل نہیں رکھتے اور وہ مکلف نہیں ہیں۔

قسم دیگر با خراں ملحق شدند
خشم محض و شہوت مطلق شدند
وصف جبریلی در ایشان بود رفت
تنگ بود آن خانہ وآن وصف زفت (۲)

ایک وہ قسم ہے جو گدھوں سے جا ملے ہیں اور غضب کامل اور شہوت مطلق ہو گئے ہیں۔ ان میں جو فرشتوں کی صفت تھی وہ نکل چکی ہے کیونکہ یہ صفت عظیم تھی مگر ان کا دل تنگ ہو چکا تھا۔

فرشتوں کی صفت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت یعنی دین اسلام ہے کہ ہر انسان کو اس فطرت پر پیدا کیا گیا کہ وہ باطل سے دور رہنے والا اور حق کو قبول کرنے والا ہوتا ہے فطری طور پر نہ تو وہ دین سے منہ موڑ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا انکار کر سکتا ہے قرآن مجید نے اسی فطرت کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا

فطرة الله التی فطر الناس علیها (۳)

(وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت ہے جس پر انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے)

برہان الدین محمود بن احمد البخاری امام حلوانی کا قول ذکر کرتے ہیں:

من غلب عقله شهوته فهو خیر من الملائکة ومن غلبت شهوته عقله ، فهو شر من البهیمة۔(۴)

جس کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

ایسے ہی بے عقل انسانوں کے لیے قرآن مجید نے بھی ارشاد فرمایا:

إن هم إلا كالأنعام بل هم أضل سبيلا (۵)

(نہیں ہیں وہ مگر جانوروں کی طرح بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں)

انسان متوسط کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں:

و بعضی در تنازع ماندہ اند، آنہا آں طائفہ اند کہ ایشاں را در اندرون رنجی و دردی و فغانی و تحسری پدید می آید و بہ زندگانی خویش راضی نیستند این ہا مؤمناں اند۔ اولیاء منتظر ایشاں اند کی مؤمناں را در منزل خود رسانند و چوں خود کنند و شیاطین نیز منتظر اند کہ او را بہ اسفل السافلین سوی خود کشند۔ (۶)

اور بعض ایسے اشخاص ہیں جو جھگڑے میں پڑے ہیں یہ وہ گروہ ہے کہ ان کے دل میں دکھ، درد، فغان اور حسرت ہوتی ہے اور وہ اپنی زندگی سے خوش نہیں ہوتے۔ یہ مومن لوگ ہیں، اولیاء ان کے منتظر ہوتے ہیں کہ ان مؤمنین کو اپنی منزل پر پہنچادیں اور اپنے جیسا کر لیں جب کہ شیاطین منتظر ہوتے ہیں کہ ان کو اپنی جانب اسفل السافلین میں کھینچ لیں۔

مولانا کے نزدیک آدمی عقل و شہوت سے مرکب ہے آدھا فرشتہ صفت ہے اور آدھا حیوان صفت، آدھا سانپ کی سی جبلت رکھتا ہے اور آدھا مچھلی کی سی۔ مچھلی والی جبلت اسے پانی کی سمت لے جاتی ہے اور سانپ والی اسے خشکی کی طرف کھینچتی ہے اور جو انسان اسی کش مکش میں رہتا ہے اس انسان کو مولانا متوسط درجہ میں شمار کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

ماند یک قسم دگر اند جہاد
نیم حیواں نیم حسی بار شاد
روز دست در جنگ و اندر کش مکش
کردہ چالش آخرش با اولش (۷)

انسانوں کی ایک قسم ایسی ہے جو جہاد میں رہتی ہے آدھی ان میں حیوانیت ہے اور آدھی رشد و ہدایت کی حس ہے۔ روز و شب وہ اس جنگ میں اور کش مکش میں رہتے ہیں کہ ان کی روح مجرد اور روح حیوانی آپس میں جھگڑتی رہتی ہیں۔

فرشتے چوں کہ عقل محض ہیں، ان کی فطرت میں عبادت بندگی اور ذکر ہے یہی ان کی خوراک اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے ان کی مثال پانی میں مچھلی جیسی ہے کہ وہ پانی کی وجہ سے ہی زندہ رہتی ہے اور پانی ہی پر اس کی زندگی کا دار و مدار ہے، پانی اس کے لیے باعث تکلیف نہیں ہوتا ،فرشتے شہوات سے معرا ہیں، پاک ہیں، ان میں کوئی نفسانی خواہش نہیں ہوتی لہٰذا ان کی نیکی کو بھی شمار نہیں کیا جاتا اور نہ ان کو مجاہدات کرنے پڑتے ہیں ان کی عبادت کو شمار میں نہیں لایا جاتا کیوں کہ وہ اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے، عبادت کرنا ان کی طبیعت میں شامل ہے۔ اسی طرح جو اشخاص اپنی عقل کی پیروی کرتے ہیں تو فرشتوں کے مقام کو پہنچ جاتے ہیں، وہی انسان کامل ہیں۔ ان کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں:

بعضی از آدمیان متابعت عقل چنداں کردند کہ کلی ملک شدند و نور محض گشتند، ایشاں انبیاء و اولیاء اند از خوف و رجاء رہیدند کہ "لا خوف

علیهم ولا هم یحزنون ۔(۸)

بعض اشخاص نے عقل کی اس قدر متابعت کی کہ کلی طور پر فرشتہ بن گئے اور نور محض ہو گئے، وہ انبیاء واولیاء ہیں وہ خوف وامید سے آزاد ہو گئے کہ انہی کے بارے میں فرمایا گیا ''لا خوف علیهم ولا هم یحزنون''۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرافت وکرامت کے بلند مرتبہ پر فائز فرمایا ہے تو ایک انسان کو کسی صورت یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ظاہری نمود ونمائش کی طرف ہی متوجہ رہے اور خود کو اس کا محتاج سمجھ۔ اسے اپنے شرف کو سمجھنا چاہیے اور خود کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا چاہیے۔ مولانا انسان کو جھنجھوڑتے ہوئے اسے اس کا مقام یاد دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

تاج کرمناست بر فرق سرت

طوق اعطیناک آویز برت (۹)

''کرمنا'' کا تاج تیرے سر کی مانگ پہ رکھا گیا ہے، اور ''اعطیناک'' کا ہار تیرے سینے پر لٹک رہا ہے۔

تم ایسے انسان ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ولقد کرمنا بنی آدم''(۱۰) اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا: انا اعطیناک الکوثر (۱۱) اور جو شخص حقیقت محمدیہ تک واصل ہو جائے وہ بھی اس بشارت کا مصداق بن جاتا ہے۔

جب انسان مرتبہ کمال کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ بہت سی خصوصیات کا حامل ہو جاتا ہے۔ مولانا نے جہاں انسان کامل کی حقیقت بیان کی ہے وہاں ان کی خصوصیات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

انسان کامل کی خصوصیت میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مردان حق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عوام کے لیے رہبر مقرر ہوتے ہیں اور وہ بغیر کسی فرق کے عوام کی بالعموم خدمت کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کا صلہ ان سے نہیں چاہتے۔

سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے قول کا ذکر فرمایا ہے:

فما سألتكم من أجر إن أجرى إلا على الله (۱۲)

میں تم سے اصلاح نفس اور ہدایت پانے پر کچھ اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو میرے رب کے پاس ہے

اسی طرح سورۂ شعراء میں بھی حضرت نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کے بارے میں پانچ بار اس آیت مبارکہ کا تکرار کیا گیا ہے۔

درحقیقت انبیاء واولیاء کی دعوت وخدمت کا انداز ایسا ہے کہ کبھی انہیں جاہل لوگوں کے ناز اٹھانے پڑتے ہیں، کبھی دشمنوں سے تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے کبھی ان کے مذاق اور بہتان طرازیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اس سے گھبراتے نہیں بلکہ مخالفین کا انکار جس قدر بڑھتا جائے وہ اپنی دعوت کا سلسلہ مزید بڑھا دیتے ہیں اور باقی سب اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

ہر نبی می گفت با قوم از صفا

من نخواہم مزد پیغام از شما
من دلیلم، حق شمارا مشتری
داد حق دلالیم، ہر دو سری
چیست مزد کار من ؟ دیدار یار
گرچہ خود بو بکر بخشد چل ہزار
چل ہزار او نباشد مزد من
کی بود شبہ شبہ در عدن (۱۳)

ہر نبی نے اپنی قوم کو صاف کہہ دیا میں اس پیغام بری کا کوئی اجر تم سے نہیں مانگتا، میں تو تمہیں راستہ دکھاتا ہوں، اللہ تمہارا خریدار ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ میرا صلہ دونوں جانب سے دے رہا ہے میرے کام کا صلہ صرف دیدار یار ہے اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم بھی پیش کر دیئے ہیں، ان کے چالیس ہزار درہم میرا صلہ نہیں ہو سکتے کیا سیاہ پتھر عدن کے مروارید کا بدل ہو سکتا ہے۔

مولانا کہتے ہیں کہ اولیاء اصحاب کہف کی مانند ہیں کہ ظاہر میں بیدار اور حقیقت میں سوئے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تحت تصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی اس نیند میں ان کے پہلو بدلتا رہتا ہے۔

وتحسبم أيقاظا وهم رقود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال (۱۴)

تم انہیں جاگتا ہوا گمان کرتے ہو حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم دائیں بائیں ان کو پھیرتے ہیں۔

مولانا "ذات الیمین" اور "ذات الشمال" سے نیک روحانی اعمال اور جسمانی اشغال مراد لیتے ہیں کہ ان اولیاء کے تمام روحانی وجسمانی امور کو اللہ تعالیٰ کفایت فرماتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اولیاء اللہ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور ان کا وجود ایک پہاڑ کی طرح ہوتا ہے جو صدا کو منعکس کرتا ہے اور اس گروہ اولیاء کو کسی حال میں کسی قسم کا خوف اور حزن وملال نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون (۱۵)

اور

يا عباد لا خوف عليكم اليوم ولا أنتم تحزنون (۱۶)

مثنوی کے دفتر اول میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں اولیاء اللہ کو اصحاب کہف سے تشبیہ دیتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

اولیاء اللہ تو اصحاب کہف کی مانند ہیں حرکت وتحول اور قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ ان کو ہر کام میں بے تکلف اور دائیں بائیں سے بے خبر کر کے لگاتا ہے ذات الیمین کیا ہے؟ وہ اچھے اعمال ہیں اور ذات الشمال کیا ہے وہ جسمانی افعال ہیں (ان روحانی ودنیوی) دونوں حالتوں میں اولیاء اللہ بے خبر رہتے ہیں ان کی مثال ایک پہاڑی کی طرح ہے تم اگر پہاڑ کو اچھا یا برا کچھ بھی سناؤ تو پہاڑ کی ذات اس سے بے خبر ہی ہوتی ہے۔ (۱۷)

مولانا اولیاءاللہ کو اللہ تعالیٰ کا مظہر کامل تسلیم کرتے ہیں۔ سورۂ فرقان کی آیت مبارکہ: ألم تر إلی ربک کیف مد الظل ولو شاءَ لجعله ساکناً ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا[۱۸] (یعنی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے سایہ کو کیسے دراز کیا ہے اور اگر چاہے تو اس کو ساکن کر دے پھر ہم نے آفتاب کو اس پر دلیل بنایا) سے دلیل لیتے ہیں کہ جس طرح سایہ ظاہری کا حکم آیا ہے یہی مثال اولیاءاللہ کی ہے جس طرح سایہء ظاہری سے سورج کی رفتار کا پتہ چلتا ہے اسی طرح اولیاءاللہ سے جو ظل اللہ علی الارض ہیں آفتاب حق یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

شارح مثنوی حضرت بحر العلوم نے بھی اس مقام پر شیخ اکبر سے ایک لطیف نکتہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام ممکنات معدوم ہیں اور عدم ایک اندھیرا ہے نفس وجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ نور ہے جب وہ ذات پاک اعیان متعینات میں ظاہر ہوئی تو وجود کا نور اس ظلمت پر پڑا تو اعیان ممکنات موجود ہو گئیں۔ لہٰذا یہ موجودات متعینہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا سایہ ہیں کیونکہ سایہ ایسے نور سے عبارت ہوتا ہے جو ظلمت کے ساتھ ملا ہوا ہے۔[۱۹]

اس تحقیق کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وچون در انسان کامل ذات باجمیع اسماء ظاہر است، پس انسان کامل ظل ذات مستجمعہ ءجمیع اسماء صفات است۔[۲۰]

اور چونکہ انسان کامل میں ذات اپنے تمام اسماء کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے لہٰذا انسان کامل ذات کا ایسا سایہ ہے جو تمام اسماء صفات کا جامع ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

کیف مد الظل نقش اولیاءاست

کو دلیل نور خورشید خداست[۲۱]

مولانا کے نزدیک انسان کامل (اولیاءوانبیاء) کے دو نقش ہوتے ہیں:

۱- نقش ظاہری اس دنیا میں اس کا وجود ہوتا ہے۔

۲- نقش باقی، آسمان پہ ستارے کی طرح چمکتا ہے۔

اگر کوئی انسان کامل (انبیاءواولیاء) کو فقط ظاہر میں دیکھے تو ان کی تعداد میں کثرت دیکھے گا اور تفرقہ و تعصب کا شکار ہوگا مگر اگر ان کے باطنی نفس کو دیکھے تو ان سب کو ایک چاند کی طرح آسمان پر چمکتا ہوا دیکھے گا اور "لا نفرق بین احد من رسلہ" (۲۳) کی حقیقت کو جان لے گا۔

این یکی نقشش نشستہ در جہاں

وآں دگر نقشش چو مہ در آسمان[۲۳]

(انسان کامل) کا ایک یہ نقش دنیا میں موجود ہے اور دوسرا نقش آسمان پر چاند کی طرح ہے۔

مولانا انسان کامل کے ظاہر و باطن کے حوالے سے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان کامل (اولیاء وانبیاء) کا ظاہر ذہن دوستوں

سے باتیں کر رہا ہوتا ہے جب کہ باطنی ذہن اللہ تعالیٰ سے محو گفتگو اور انیس ہوتا ہے ظاہری کان ان باتوں کو سن رہے ہوتے ہیں جب کہ ان کی روح کے کان کن کے اسرار میں محو ہوتے ہیں۔ان کی ظاہری آنکھ انسانوں کی ظاہری ہیئت دیکھ رہی ہوتی ہے جب کہ باطن کی آنکھ مازاغ البصر کی کیفیت میں حیران ہوتی ہے ان کا ظاہری پاؤں مسجد میں صف بندی کر رہا ہوتا ہے جب کہ باطنی پاؤں آسمانوں سے اوپر طواف میں مشغول ہوتا ہے۔(۲۴)

اسی طرح مولانا نے انسان کامل کی وہ تشریح کر دی ہے جس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله قال من عادى لى وليا فقد آذنته بالحرب و ما تقريب الى عبدى بشئ احب التى مما افترفت عليه و ما يزال عبدى يتقرب التى بالنوافل حتى احببته فاذا احبته كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصربه ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها وان سألنى لأعطينته ولئن استعاذنى لاعيذنه۔(۲۵)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ جس چیز سے میرا اقرب حاصل کرتا ہے اس میں سب سے پسندیدہ چیز فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کی کثرت سے میرا اقرب حاصل کرلیتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میرا نور اس کے پاؤں میں سرایت کر جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔

مولانا انسان کامل کے مقام تک پہنچنے کے لیے اور اولیائے کرام کا راستہ اختیار کرنے کے لیے بیداریٔ شعور اور احساس کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ جب تک طبیعت میں جستجو اور لگن کا عنصر غالب نہ آئے گا تب تک انسان درجہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔

آب کم جو تشنگی آور بدست
تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا نزاید طفلک نازک گلو
کی روا گردد زپستان، شیر او؟(۲۶)

پانی کو اتنا تلاش نہ کر بلکہ اپنے اندر پیاس اور طلب حقیقی کو بیدار کر تو آسمان اور زمین سے تجھے پانی حاصل ہو جائے گا مثال کے طور پر جب تک ایک نازک گلو بچے کی پیدائش نہیں ہوتی، یہ کیسے ممکن ہے کہ ماں کے سینے سے دودھ جاری ہو جائے۔

ان اشعار میں مولانا قرآن کریم کے اس بیان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا (۲۷)

جو ہماری تلاش کرتے ہیں، ہم اپنے رستوں کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اگر انسان خود مرتبہ کمال تک پہنچنے کا شوق اور جستجو اپنے اندر پیدا نہ کرے تو کوئی شیخ، کوئی عامل اور کوئی وعظ و تقریر اسے اس جانب مائل نہیں کر سکتی حتیٰ کہ قرآن کریم سے بھی وہ ہدایت نہیں پا سکتا اور کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔

زاں کہ از قرآن بسے گمراہ شدند
زاں رسن قومے درون چاہ شدند
مر رسن را نیست جرمی اے عنود
جوں ترا سودای سر بالا نبود(۲۸)

بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ بھی ہوئے ہیں قرآن جو کہ حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے بجائے اس کو تھام کر گمراہی کے گڑھے سے باہر آنے کے وہ گمراہی میں مزید گرتے گئے ہیں جب تیرے دماغ میں کمال کو پہنچنے کا خیال ہی نہ ہو تو اس میں ''حبل اللہ'' (اللہ کی رسی) کا کوئی قصور نہیں۔

لہٰذا جو انسانیت کے کمال کو پہنچنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے تو خود تبدیلی لانے کا شوق اور جستجو پیدا کرنا ہوگی اور یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا قانون بھی ہے: إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم(۲۹)

اللہ کسی قوم کا حال اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود میں تبدیلی نہ لائیں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے کانوں میں روئی ڈال کر حق بات سننے سے پہلو تہی کرتے ہیں اور دعوت حق سننے سے گریز کرتے ہیں نتیجۃً وہ پستیوں ہی میں پڑے رہتے ہیں۔۔

گوش بعضے زیں تعالوا ہا کراست
ہر ستوری را اصطبلی دیگر است
منہزم گردند بعضے زین ندا
ہست ہر اسپی طویلہ او جدا(۳۰)

کچھ کان ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی دعوت ''تعالوا'' کو سننے سے بہرے ہیں کیوں کہ ہر سواری کا اصطبل الگ ہوتا ہے (اسی طرح انسانوں کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں) بعض لوگ اس ندا کو سنتے تو ہیں مگر اس طرف التفات نہیں کرتے کیوں کہ ہر گھوڑا اپنے طویلہ میں رہنا پسند کرتا ہے (اسے کسی دوسرے طویلہ میں جو اس سے خوب صورت اور آسودہ تر بھی ہو رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔)

اسی طرح کچھ انسان جو ادنیٰ مرتبہ کے ہوتے ہیں صالحین کے ساتھ رہنا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے اور ان کا دل تنگ پڑ جاتا ہے اور وہ وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سات مرتبہ ''تعالوا'' کہہ کر اہل کتاب، مشرکین و منافقین کو خطاب فرمایا ہے۔ ان

میں سے ایک آیت کو مولانا اپنے کلام میں ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل تعالوا أتل ما حرم ربكم عليكم ألا تشركوا به شيئا وبالوالدين إحسانا ولا تقتلوا أولادكم من إملاق نحن نرزقكم وإياهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التى حرم الله إلا بالحق ذلكم وصاكم به لعلكم تعقلون(۳۱)

اے نبی! فرمادیجئے آؤ میں تم پر پڑھوں جو حرام کیا ہے تمہارے رب نے یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اور بے حیائیوں کے قریب نہ جائو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مگر ساتھ حق کے اس کے ساتھ اللہ نے تمہیں وصیت کی، شاید کہ تم سمجھو۔

انسان جب مرتبہ کمال کے حصول کا پختہ ارادہ کرلے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی خواہشات کا مقابلہ کرے۔ اور اپنی روح کو جسم کی قید سے آزاد کر کے معنوی اور روحانی امور کی طرف راغب کرے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ''الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر''(۳۲) (دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ مولانا کہتے ہیں:

ایں جہاں زندان و ما زندانیاں

حفرہ کن زندان و خود را وارہاں(۳۳)

یہ جہان ایک قید خانہ ہے اور ہم اس کے قیدی ہیں، اس قید خانے کو توڑ دے اور خود کو آزاد کرلے۔

اس کے ساتھ ساتھ نفس کی ہلاکت کے لیے چارہ جوئی کرے کیوں کہ نفس انسان کو تباہی کے دہانے پر لے جانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إن النفس لامارة بالسوء(۳۴)

بے شک نفس برائی کا بہت حکم کرنے والا ہے۔

نفس ایک اژدہا کی طرح ہے کہ جس سے مقابلہ کرنا سخت مشکل ہے اور اس کے لیے انسان کو ہمت اور حوصلہ دکھانا پڑتا ہے۔ مولانا نفس کو ایک حیلہ باز عورت سے تشبیہ دیتے ہیں جو مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کبھی عاجزی کو اختیار کرلیتی ہے اور کبھی تکبر کو اختیار کرلیتی ہے۔

نفس ہمچوں زن پی چارہ گری

گاہ خاکی گاہ جوید سروری(۳۵)

نفس ایک عورت کی طرح ہے جو مقصد کے حصول کے لیے کبھی عاجز بن جاتی ہے اور کبھی متکبر۔

نفس کی مکاریاں اس حد تک پہنچی ہوئی ہیں کہ بظاہر انسان کو عبادت کی طرف مائل بھی کرتا ہے مگر اس میں بھی اس کی کوئی چال پوشیدہ ہوتی ہے۔

گر نماز و روزہ می فرمایدت

نفس مکارست مکری زایدت (۳۶)

من ز مکر نفس دیدم چیزہا

کو برد از سحر خود تمیزہا (۳۷)

نفس اگرچہ تجھے نماز روزے کا حکم بھی کرے، نفس مکار ہے اپنا مکر ہی زیادہ کرے گا۔ میں نے نفس کے مکر کی بہت سی مثالیں دیکھیں کہ وہ اپنے جادو سے صحیح اور غلط کی تمیز بھی ختم کر دیتا ہے۔اس کے برعکس عقل جو نفس امارہ کے مقابل ہے اور اسے اللہ تعالی کے وصال کی فکر ہے وہ نفس کی ان حیلہ سازیوں کی کچھ پروا نہیں کرتی۔

عقل خود ازیں فکرہا آگاہ نیست

در دماغش جز غم اللہ نیست (۳۸)

عقل ان فکروں سے آگاہ نہیں ہوتی، کیوں کہ اس کے دماغ میں اللہ کے غم کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

لہٰذا عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے اور خود کو پہچاننے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

تو نمی دانی کہ آخر کیستی

جہد کن کہ چنداں کہ دانی کیستی (۳۹)

تو نہیں جانتا کہ آخر تو کیا ہے اتنی کوشش کر کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے؟

مولانا جانتے ہیں کہ سیر سلوک کا یہ راستہ سخت دشوار ہیں اور کمال انسانیت تک پہنچنے کے لیے بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔لہٰذا صبر اور تحمل کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ راہ کمال کی مشکلات اور مصائب کا راستہ نکال سکے اور روحانی کمال اور معنوی فضائل کا متحمل ہوسکے۔کمال کے مرتبے کو وہی لوگ پہنچتے ہیں جو راستے کی تکالیف اور مصائب کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

گر بہ ہر زخمی تو پر کینہ شوی

پس کجا بے صیقل آئینہ شوی؟ (۴۰)

اگر ہر زخم پر تو دل میں ملال لائے گا تو صیقل کیئے بغیر تو آئینہ کیسے بن سکتا ہے؟

تخلیق انسانی جس موضوع کی ابتدا ہے انسان کامل اس موضوع کی انتہاء ہے۔رومی نے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کرتے ہوئے انسان کو اس کی خصوصیات سے آگاہ کیا ہے اور تخلیق کے ابتدائی مراحل سے لے کر درجہ کمال تک رسائی میں اس کی راہنمائی کی ہے۔رومی کی انسان شناسی ایک ایسا موضوع ہے جو ان کے آثار میں دیگر موضوعات کا محور ہے۔بلاشبہ جن دیگر وضوعات کو رومی نے اپنے آثار میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے وہ انسان اور انسانیت کے موضوع سے ارتباط رکھتے ہیں۔مولانا کی انسان شناسی کا لب لباب یہ ہے کہ انسان تمام

مخلوقات کا اصل مقصود ہے۔

انسان کو سب سے پہلے خود شناسی پیدا کرنی چاہیے،اپنی تخلیق کے مقصد پر غور کرنا چاہیے اور اپنے منصب کرامت کا لحاظ اپنے دل میں پیدا کرنا چاہیے۔اس کے بعد خود کو نفسانی خواہشات اور نفس کے مکر و فریب سے آزاد کر کے اس راہ کمال کی مشکلات و مصائب کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنے میں اپنی بلند ہمتی کو صرف کرے تو یقیناانسانیت کے بلند مقام تک پہنچ جائے گا اور انسان کامل کہلائے گا۔

References

1. Rumi, Jalaluddin Muhammad, Fiya Mafiya, Tehran, KitabPaarsa, 1390 sheen, paij: 71.
2. Rumi, Jalaluddin Muhammad, Masnavi Manavee, Tehran: Intsharat Farhang Jama, Taba duam, 1391 sheen, daftar 6, sha'eer: 1509-1510.
3. Al Room: 30:30.
4. Buhanuddin, Abu al Mualee, Mahmood bin Ahmed al Bukhari, al Muheet al burhani fi al fiqah al nomani, bairut: dar ul kutub al ilmiya, taba awal: 1424 hijri/2004, juld: 1, paij: 37.
5. Al Furqan 44:25.
6. Rumi, Fiya Mafiya, paij: 82.
7. Rumi, Masnavi, Daftar: 6, sha'eer: 1531-1532.
8. Rumi, Fiya Mafiya, paij: 72.
9. Rumi, Masnavi, Daftar: 5, sha'eer: 3574.
10. Surat Al Isra: 70:17.
11. Surat Al Kosar: 108:1.
12. Surat Yunus: 72:10.
13. Rumi, Masnavi, Daftar: 2, sha'eer: 574-577.
14. Surat Al Kahaf 18:18.
15. Surat Yunus 62:10.
16. Surat Zakhraf 68:43.
17. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 3187-3191.
18. Surat Al Furqan 45:25.
19. Bahar al Uloom, Abdul Ali Muhammad bin Nizamuddin, Tafseer Irfani Masnavi Manavi, Tehran, Intsharat Iran Yaran, taba duam: juld: 1, paij: 71-72.
20. Ibid, paij: 72.
21. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 425.
22. Surat Al Baqarah 285:2.
23. Rumi, Masnavi, Daftar: 2, sha'eer: 3601.
24. Rumi, Masnavi, Daftar: 6, sha'eer: 3602-3605.
25. Bukhari, Muhammad bin Ismail, al Imam, al Jama al masnad al sahah al mukhtasir mun umoor Rasool u lliha S.A.W wa sunanh wa iyamah, kitab al Riqaq, Bab al Tawadiee, boolaq, Egypt: Al matbaeet al kubra al amireya, 1312 hijri, juld: 8, paij: 105, raqam al hadith: 6502.
26. Rumi, Masnavi, Daftar: 3, sha'eer: 3212-3213.
27. Surat Al Ankaboot 69:29.
28. Rumi, Masnavi, Daftar: 3, sha'eer: 4210-4211.
29. Surat Al Riaad: 11:13.

30. Rumi, Masnavi, Daftar: 4, sha'eer: 2013-2014.
31. Surat Al Inam 151:3.
32. Qasheeri, Muslim bin al Hijaaj, Imam, al masnad al saheeh al mukhtasir, b'naqal al adal unn al adal alee Rasool u llilah S.A.W, Kitab al zuhud wa al riqaq, Bairut: Dar Ahya al taras al arabi, 1375 hijri/ 1956, juld: 2, paij: 666, juld: 6, paij: 2272, raqam al hadith: 2956.
33. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 982.
34. Surat Al Yusuf 53:12.
35. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 2621.
36. Rumi, Masnavi, Daftar: 2, sha'eer: 2278.
37. Rumi, Masnavi, Daftar: 2, sha'eer: 2278.
38. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 2622.
39. Rumi, Masnavi, Daftar: 3, sha'eer: 3082.
40. Rumi, Masnavi, Daftar: 1, sha'eer: 2980.